Al-Qawārīr - Vol: 04, Issue: 01,
Oct – Dec. 2022

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

عورت کا حقِ تفریح : احادیثِ نبویہ ﷺ کا مطالعہ

*A woman's right to entertainment: Studying the hadiths of the Prophet*ﷺ

Dr. Asim Naeem,
Associate Professor
Institute of Islamic Studies, Punjab University, Lahore

Version of Record
Received: 02-Oct-22 **Accepted**: 10-Nov-22
Online/Print: 28-Dec-2022

ABSTRACT

Before the mission of the Prophet ﷺ and after the mission of the Prophet ﷺ, the all-round change and revolution in the position and position of women is included in Islam. The hadiths of the Prophet ﷺ are jewels that came from the holy tongue of the Holy Prophet ﷺ. In the hadiths of the Holy Prophet, there are many mentions of the different statuses of women, in which the meanings of Madh and Dham, both of them, can be derived. A woman, as a human being, is entitled to all the rights that any other gender has as a human being. It is the natural right of every human being to rest after hard work. A direct study of hadiths can reveal many aspects in this context, which have not been found in any literary works and compilations before. In the article under review, new scientific points will be presented by analyzing the hadiths in the context of women's right to entertainment.

Keywords: *Woman Right to Entertainment, direct study of hadiths, literary works*

موضوع کا تعارف

تفریح کا تصور ہر زمانے اور ہر قوم میں پایا جاتا ہے البتہ ہر قوم اپنی تہذیب وتمدن کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس کا اہتمام کرتی رہی ہے ، مثلا رقص ،ڈرامے ،موسیقی، گانے اور مختلف طرح کے کھیل کو د وغیرہ۔ کچھ اقوام میں تو تفریح کے ان مظاہر کو مذہبی حیثیت بھی حاصل ہے اور کچھ اقوام میں اس کا تعلق صرف ثقافت سے ہے۔ دینَ اسلام، دینِ اعتدال ہے، جس میں عقیدہ وعبادات کے ساتھ ساتھ معاملات و معاشریات کے بارے میں بھی اصولی رہ نمائی دی گئی ہے۔ عمومی تفریح کے بارے

CC BY

میں اسلام کا نقطہ نظر اعتدال و فطریت پر مبنی ہے۔ مذہبی، سیاسی، معاشرتی، معاشی، اور تمدنی پہلوؤں سے خواتین کی خصوصی حیثیت ادیان و مذاہب اور مختلف فلسفہ ہائے حیات میں زیرِ بحث رہی ہے۔ اسلامی دینیات میں عورت کے حقوق و فرائض کا مسئلہ، اہم علمی و تمدنی مسائل میں سے ایک ہے۔ زیرِ نظر موضوع میں خواتین کے حقِ تفریح کے بارے میں اسلامی تعلیمات کی تفہیم کی ایک معمولی کوشش کی گئی ہے۔

موضوع کی ضرورت واہمیت

عصر حاضر میں نت نئی ایجادات نے تفریح کا تصور تبدیل کرکے رکھ دیا ہے۔ زمانہ ماضی میں عمومی طور پر تفریح و کھیل کا تصور جسمانی تربیت و نشوو نما کے ساتھ وابستہ تھا، یہاں تک کہ گھریلو خواتین کے کھیل بھی اسی نوعیت سے تعلق رکھتے تھے۔ اس کے برخلاف جدید ایجادات جیسے ڈش، کیبل، سینیما، ٹیلی ویژن، کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور اسمارٹ موبائل فونز، جن کو ذرائع ابلاغ بھی کہا جاتا ہے، نے تفریح کے تصور کو بہت وسیع اور متنوع بنادیا ہے۔ اس وسعت نے سب سے پہلے سابقہ تصور تفریح میں موجود اجتماعیت کو ختم کر دیا اور انفرادیت کو رائج کیا اور المیہ تو یہ ہوا کہ ان وسائل کے ذریعہ پیش کیے جانے والے پروگرام جس میں فلمیں، کارٹونز، کھیل، گانے، فیشن اور ٹی وی شو وغیرہ کو بھی تفریح کا نام دے دیا گیا ہے۔ تفریح کے نام پر غیر اسلامی تہذیب وثقافت کو فروغ دیا جارہا ہے۔[1]

عہدِ حاضر میں ہمارے معاشرے میں دینی تعلیم وتربیت کی کمی کی وجہ سے بہت سے معاملات میں غلط فہمیاں اور الجھنیں پیدا ہورہی ہیں۔ ان میں سے ایک، اسلام کا تصورِ تفریح اور خصوصاً خواتین کے لیے تفریح کی حدود ہیں۔ گویا یہ موضوع، عمومی و خصوصی ہر دو پہلوؤں سے اہمیت کا حامل ہے۔ بقول ڈاکٹر محمود احمد غازی بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام میں نہ کسی تفریح کی گنجائش ہے اور نہ کوئی خوشی منانے کی گنجائش ہے۔ اسلام میں اگر کوئی داخل ہوگیا تو اس کا کام یہ ہے کہ خشک زندگی گزارے اور ہر قسم کی مسرت، خوشی اور سیر و تفریح سے بالکل الگ ہو کر ایک تارک الدنیا کے طور پر زندگی بسر کرے۔ کچھ اور لوگ ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ اس کے بعد ہم جو جی چاہے کریں۔ ہندوؤں یا عیسائیوں یا یہودیوں کی یا بدکردار واباحیت پسند لوگوں کی نقل کریں۔ جو جی چاہے کریں کہ ہمیں تفریح اور خوشی کے نام پر دنیا کی ہر چیز کرنے کا اختیار ہے۔ یہ ایک دوسری انتہا ہے۔ یہ دونوں انتہائیں شریعت کے مزاج اور تقاضوں کے خلاف ہیں، شریعت کی تعلیم سے ہم آہنگ نہیں ہیں۔ اس لیے سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ تفریح اور خوشی اور مسرت کے بارے میں اسلام کا نقطہ نظر کیا ہے؟[2]

موضوع کا بنیادی سوال

ا۔ تفریح اور خوشی اور مسرت کے بارے میں اسلام کا نقطہ نظر کیا ہے؟ کیا اسلام میں کسی تفریح کی گنجائش نہیں ہے؟

۲۔ تفریح کے کون کون سے طریقے مستحسن ہیں؟، کون کون سے طریقے جائز ہیں؟ کیا اسلام میں تفریح اور خوشی منانے کے نام سے دنیا کی ہر چیز کرنے کا اختیار ہے؟

۳۔ خواتین کے لیے تفریح کی خصوصی تحدید کیا ہے؟

بحث و دلائل

تفریح کا مفہوم

تفریح، عربی زبان کا لفظ ہے جو "فرحٌ" سے مشتق ہے، جو '' حُزنٌ '' کا متضاد ہے،[3] جس کے معنیٰ: دل کو فرحت بخشنا ، دل لگی، ہنسی مذاق، خوشی و مسرت، فرحت اور اطمینان وغیرہ حاصل کرنے کے آتے ہیں[4]۔ فرح کے معنیٰ دکتور عبد الرزاق بن حمودہ نے" الأَشَرُ؛ اور اَلبَطَرُ کے بیان کیے ہیں۔[5] اَلأَشَرُ کہتے ہیں:

A thing that causes joy; A vivid emotion of pleasure; to get great pleasure from something.

اور البَطَرُ : کے معنیٰ بتائے گئے ہیں: خوش خبری بھیجنا۔ اسی سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ[6] (خوش ہیں ان نعمتوں سے جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے عطا فرمائی ہیں۔ اور وہ بشارت حاصل کر رہے ہیں ان لوگوں کے بارے میں جو ابھی تک ان سے نہیں ملے ہیں ان کے اخلاف میں سے کہ ان پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے)[7]

بقول ڈاکٹر محمود احمد غازی: جس طرح جسم کی تفریح ہوتی ہے، عقل کی تفریح بھی ہوتی ہے، ذہن کی تفریح بھی ہوتی ہے، جذبات واحساسات کی تفریح بھی ہوتی ہے، دل کی تفریح بھی ہوتی ہے اور یہ تفریح انسانی مزاج، انسانی طبیعت، انسانی جذبات واحساسات کو regenerate کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ (ماہنامہ الشریعہ) اگر یہ فرحت محض قلبی ہو اور احساس نعمت یعنی شکر گذاری سے تعبیر ہو اور اس کے فضل و کرم کے استحضار پر مبنی ہو تو وہ شرعاً مطلوب، مستحسن اور پسندیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا}[8]

(آپ کہہ دیجیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور مہربانی سے ہے، تو چاہیے کہ وہ لوگ خوش ہوں)

تاہم یہ فرحت، منفی بھی ہوسکتی ہے: جیسا کی اس آیت میں ہے:{ذَلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُونَ}[9](یہ اس سبب سے ہوا کہ تم زمین میں غیر حق پر خوشیاں مناتے اور اکڑتے تھے)[10]

مغرب میں تفریح کا تصور

مغربی ذرائع ابلاغ تفریح اور کھیل کے نام پر عریانی و فحاشی، بے ہنگم موسیقی، شراب نوشی، جوئے بازی، لاٹری، فحش اپی سوڈ، مخلوط مجالس، اور گرل فرینڈ / بوائے فرینڈ کا تصور پیش کرتے ہیں، جس سے معاشرے میں حرص وہوس، صحت واخلاق کی خرابی، ذہنی بے سکونی اور جنسی پیاس میں اضافہ ہوتا ہے۔ ان کو ’آرٹ یا فن‘ کا نام دیا جاتا ہے اور اعلی تہذیب کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔ جس کا نمونہ وہ مختلف طرح کی پارٹیوں، کرسمس ڈے، ویلینٹائن ڈے اور نئے سال کی آمد وغیرہ پر پیش کرتے ہیں۔ ان تمام چیزوں نے عوام الناس میں اخلاقی بے راہ روی، دین واخلاق سے بے زاری اور خاندانی نظام کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ جس کی مثال خود مغربی معاشرے ہی میں دیکھی جاسکتی ہے۔

اسلام کا تصورِ تفریح

مسلم اہلِ علم ودانش کا دعوی ہے کہ اسلام میں زندگی کے ہر ہر گوشے کے متعلق ہدایات وتعلیمات موجود ہیں۔ خوش رہنا، خوشی کے انداز اپنانا، خوش طبعی کرنا وغیرہ تفریح ہے۔ اس ضمن میں ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رَوِّحُوا الْقُلُوبَ سَاعَةً بِسَاعَةٍ (دلوں کو وقتاً فوقتاً خوش کرتے رہا کرو)[11]

نجِيبِ بْنِ السَّرِيِّ کہتے ہیں کہ علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے مجھے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا تھا: أَجِمُّوا هَذِهِ الْقُلُوبَ وَاطْلُبُوا لَهَا طَرَائِفَ الْحِكْمَةِ؛ فَإِنَّهَا تَمَلُّ كَمَا تَمَلُّ الْأَبْدَانُ [12](دلوں کو مسرور رکھا کرو، اور اس کی تفریح کے لیے حکیمانہ طریقے تلاش کیا کرو، اس لیے کہ دل اسی طرح اکتانے لگتا ہے، جیسے بدن تھک جاتے ہیں)۔ مزاح اور زندہ دلی وخوش طبعی انسانی زندگی کا ایک خوش کن عنصر ہے، اور جس طرح اس کا حد سے متجاوز ہو جانا، نازیبا اور مضر ہے، اسی طرح اس لطیف احساس سے آدمی کا بالکل خالی ہونا بھی ایک نقص ہے۔ جو بسا اوقات انسان کو خشکِ محض بنا دیتا ہے۔ بسا اوقات ہم جولیوں اور ہم نشینوں اور ماتحتوں کے ساتھ لطیف ظرافت ومزاح کا برتاؤ ان کے لیے بے پناہ مسرت کے حصول کا ذریعہ اور بعض اوقات عزت افزائی کا باعث بھی ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ اپنی تمام تر عظمت ورفعت اور شان وشوکت کے باوجود، بسا اوقات اپنے جاں نثاروں اور نیاز مندوں سے مزاح فرماتے تھے۔ اس کی مثال میں ذیل کے مضمون میں کئی احادیث مذکور ہیں کہ آپ کا پر شفقت مزاح کس طرح ہوا کرتا تھا۔

اسلام کے تصورِ تفریح کی اساس قرآنی تعلیمات اور احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے، جس میں حلال و حرام، شرم و حیا اور اخلاقی پابندیوں کو اہم مقام حاصل ہے۔ ہمارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی نمونہ ہے۔ آپ جہاں ایک طرف اتنی نمازیں پڑھتے تھے کہ قدمِ مبارک پر ورم آجاتا تھا وہیں آپ صحابہ کرام سے ہنسی مذاق اور دل لگی بھی کرتے تھے۔ صحابہ کرام بھی آپس میں ہنستے کھیلتے اور دل لگی کی باتیں کرتے تھے۔ کیونکہ تفریح کرنا کوئی ناجائز کام نہیں بشرطیکہ اسے مستقل عادت نہ بنالیا جائے کہ آدمی اپنی ذمہ داریوں سے غفلت برتنے لگے اور یہ بھی مناسب نہیں کہ لوگوں کو ہنسانے کی خاطر جھوٹ سے کام لے۔[13] اسی طرح یہ بھی صحیح نہیں کہ وہ لوگوں کی قدر و منزلت اور عزت کا خیال نہ رکھے اور ان کا مذاق اڑانے لگے۔[14]

اسلام نے تفریح کے جو مواقع بتائے ہیں، ان میں ذاتی مواقع، ملی اور قومی سطح کے مواقع اور علاقائی سطح پر ہر خوشی اور جائز کامیابی کے مواقع شامل ہیں۔ انفرادی و ذاتی مواقعِ تفریح جیسے کسی کی شادی ہے، اس کو خوشی ہوئی۔ کسی کو اللہ نے بیٹا دیا، خوشی ہوئی۔ کسی کو کامیابی ہوئی، اچھی ملازمت مل گئی، کاروبار میں ترقی ہوگئی، اس طرح کے ذاتی مواقع بہت آتے رہتے ہیں اور ہر ذاتی موقع پر انسان خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ ان کی خوشی منانے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرنے کا اہتمام نہ صرف جائز ہے، بلکہ قرآن مجید کے بالواسطہ اشارے کے مطابق مسنون اور بہتر ہے۔[15] اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اس پر عمل کرکے دکھایا۔

خواتین کے لیے تفریح

خواتین کے لیے اسلام نے اجتماعی و انفرادی تفریح کے حسب ذیل مواقع فراہم کیے ہیں:

۱۔ تہوار، ۲۔ شادی و تقریبات، ۳۔ آوٹنگ، سیر و تفریح، ۴۔ مثبت اور تعمیری سرگرمی میں صحت مندانہ مقابلہ، اور ۵۔ ہنسی مذاق وغیرہ۔ مختصر وضاحت ذیل میں دی گئی ہے۔

۱۔ تہوار

تقریبات اور اجتماعات معاشرے کے افراد کا باہم ربط و تعلق پیدا کرتے ہیں۔ افراد کا باہم تعلق ہی معاشرے اور معاشرتی زندگی کی حقیقی بنیاد ہے۔ چنانچہ انہی بنیادوں پر تمام اقوام اور ممالک مختلف اوقات میں مختلف تقریبات، میلوں، نمائشوں اور تہواروں کا اہتمام کرتے ہیں۔ دنیا بھر کی طرح پاکستان میں بھی سرکاری اور مقامی سطح پر مختلف تقریبات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اگرچہ معاشرے کا ہر فرد اپنی استطاعت کے مطابق مختلف تہوار مناتا ہے لیکن یہ اسلامی ضابطۂ حیات اور تصور معاشرت و

اجتماعیت ہی کا خاصہ ہے کہ ایک طرف تو ان تہواروں کو منانے کے عمومی اصول طے کیے گے ہیں اور دوسری طرف اس بات کی بھی پر زور تاکید کی گئی ہے کہ معاشرے کے محروم افراد کو بھی خوشیوں میں شریک کیا جائے۔ اسلام نے مسلمانوں کی تفریح اور باہمی میل جول کے لیے عیدین کی صورت میں سال بھر میں کچھ دن مخصوص کیے جو چودہ سو سال سے پوری اسلامی دنیا میں مذہبی تہوار کے نام سے منائے جاتے ہیں اور منائے جاتے رہیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے: **لکل قوم عید وھذا عیدنا۔**[16] ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور ہماری عیدیں یہ دو ہیں یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ اسلام میں عیدین کا باقاعدہ اہتمام کیا جاتا ہے۔

عید الفطر کے موقع پر ملنا، ملانا، مبارک باد دینا، دوستوں، رشتہ داروں سے ملاقات کرنا، تحفے تحائف کا تبادلہ کرنا، اور اس موقع پر بطور تفریح کھیل کود کا انعقاد کرنا وغیرہ، اس موقع کے مخصوص شعائر شمار ہوتے ہیں۔ صحیح بخاری کی حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ عید کا دن تھا، حبشہ سے کچھ لوگ تیروں اور برچھوں سے کھیل رہے تھے۔ اب یا خود میں نے کہا یا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم یہ کھیل دیکھو گی تو میں نے کہا ہاں! پھر آپ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر دیا۔ میرا رخسار آپ ﷺ کے رخسار پر تھا اور آپ ﷺ فرما رہے تھے کھیلو کھیلو اے بنی (ارفدہ) یہ حبشہ کے لوگوں کا لقب تھا پھر جب میں تھک گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا بس میں نے کہا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ۔[17]

عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کا حکم دیا۔ جانوروں کو ذبح کر کے ان کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ مستحب یہ ہے کہ ایک تہائی اپنے لیے رکھو، ایک تہائی دوست احباب کو بھیجو اور ایک تہائی آس پاس کے جو ضرورت مند ہوں، نادار ہوں، چاہے دوستی رشتے داری نہ ہو، ان کو بھیجو۔ یہ خوشی کے موقعے پر اجتماعیت پیدا کرنے کی ایک کوشش ہے۔ گویا وہ تفریح جس سے طبقات ہم آہنگ ہوں، اسلام کے تصور کے مطابق ہے۔ گویا ایسی کوئی بھی تقریب، اجتماع یا مخصوص دن جس کا مقصد عوام کے مختلف طبقات کے درمیان تعلق پیدا کرنا ہو یا عوام کی تربیت و اصلاح کرنا ہو کسی طور خلاف اسلام نہیں ہیں بلکہ قومی تربیت و اصلاح اور رہنمائی تو اسلام کے تصور اجتماع کا خاصا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کے مستقل اجتماعات یعنی عیدین، حج اور جمعہ میں خطبات ایک لازمی جزہی حیثیت سے شامل ہیں۔[18]

۲۔ شادی و تقریبات

شادی اپنی ہو یا اپنوں کی شادی کے لمحات انسانی زندگی کے چند حسین، پر مسرت اور یادگار لمحات ہوتے ہیں۔ اسلام اگرچہ شادی میں سادگی کا درس دیتا ہے لیکن سادگی سے قطعاً یہ مراد نہیں کہ خوشی کا بالکل اظہار نہ کیا جائے بلکہ اسلام صرف لغو، رسوم،

اسراف اور نمود و نمائش سے روکتا ہے صحیح بخاری میں کتاب النکاح میں ربیع بنت معوذ ابن عفراء سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور جب میں دلہن بنا کر بٹھائی گئی آنحضرت محمد ﷺ اندر تشریف لائے اور میرے بستر پر بیٹھ گئے، اسی طرح جس طرح تم میرے پاس بیٹھے ہوئے ہو، پھر ہمارے ہاں کچھ لڑکیاں دف بجانے لگیں اور میرے باپ اور چچا جو جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے ان کا مرثیہ پڑھنے لگیں اتنے میں ان میں سے ایک لڑکی نے پڑھا ہم میں ایک نبی ہیں جو ان باتوں کی خبر رکھتا ہے جو کچھ ہونے والی ہیں، حضرت محمد ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو اس کے سوا جو کچھ تم پڑھ رہی تھیں وہ پڑھو۔[19]

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ وہ ایک دلہن کو ایک انصاری مرد کے پاس لے گئیں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا عائشہ! تمہارے پاس دف بجانے والا نہیں تھا، انصار کو دف پسند ہے۔[20]

۳۔ آوٹنگ، سیر و تفریح

مذہبی اور ثقافتی تہواروں کے علاوہ ویسے بھی انسان کا کبھی کبھی یہ جی چاہتا ہے کہ اپنے عام معمولات اور ماحول سے نکل کر کسی نئے ماحول میں جائے، کسی نئی کیفیت کو محسوس کرے اور چوں کہ جدت کے احساس میں لذت ہے، اس لذت سے اپنی قوتوں، حوصلوں، اپنے مزاج کو تازہ کرے، دماغ کو تازہ ہوا دے، یہ ہر انسان چاہتا ہے۔ بقول ڈاکٹر غازی اس تفریح سے جذبے اور احساس میں ایک نئی زندگی محسوس ہوتی ہے۔ جو لوگ شہروں میں رہتے ہیں، تفریح کے لیے پہاڑوں پر جاتے ہیں اور جو لوگ پہاڑوں پر رہتے ہیں، وہ تفریح کے لیے شہروں میں آتے ہیں۔ آپ آوٹنگ (outing) کے لیے چلے گئے، پکنک (Picnic) کے لیے چلے گئے۔ یہ تفریح ہے۔ دوستوں کی دعوت کرلی، مہمانوں کو بلالیا، یہ چیزیں تفریح ہیں۔ اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔[21] البتہ اسلام نے ایسی تفریح کو پسند نہیں کیا، جس میں شرعی حدود پامال ہوتی ہوں۔ سیر و تفریح کے مقامات پر نامحرم عورتوں کو تاڑتے رہنا، یہ ممنوع اور منفی تفریح ہے

اسلام یہ کہتا ہے کہ جب تفریح کے لیے جاؤ تو **سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المجرمین**[22] یعنی جب جاؤ تو ہر چیز کو عبرت کی نظر سے دیکھو۔ یہ دیکھو کہ پچھلی اقوام کا عروج و زوال کیسے ہوا۔ جو قومیں مٹ گئیں، ان کے آثار باقی ہیں۔ ان کے آثار محض تاریخی چیز کے طور پر نہ دیکھو، بلکہ یہ دیکھو کہ ان کو زوال کیوں ہوا؟ ان کی غلطیاں کیا تھیں؟ ان کی کمزوریاں کیا تھیں؟ بعض جگہ ایسے تاریخی اور عبرت انگیز مقام نہیں ہوتے تو مظاہر کائنات کو دیکھو۔) **الی الارض کیف سطحت** (اللہ تعالیٰ نے زمین کو کیسے بچھایا) شہر میں آپ دیکھیں تو اس کو احساس نہیں ہو گا لیکن ریگستان میں جا کر دیکھیں تو

صحیح احساس ہو گا، یا کسی پہاڑ کے قریب جا کر دیکھیں تو وہاں جا کر پتہ چلے گا کہ اللہ نے کیسے بچھایا۔ **و الی الجبال کیف نصبت** (اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو کیسے گاڑا)

۴۔ مثبت اور تعمیری سرگرمی میں صحت مندانہ مقابلہ

ایک اور چیز جو تفریح کے طور پر انسان کرتا ہے، وہ آپس میں مقابلہ ہوتا ہے۔ ہر انسان ایک مثبت چیز میں مقابلہ کرنا چاہتا ہے۔ شریعت نے تعلیم دی ہے کہ مقابلہ اچھی چیز ہے، لیکن مقابلہ کسی برائی میں یا کسی منفی چیز میں نہ ہو۔ ایک بہن اچھی cook ہے، دوسری بہن اس سے اچھی cook بننا چاہتی ہیں۔ ایک بہن کو بریانی اچھی بنانی آتی ہے، دوسری بہن اس سے اچھی بریانی بنانا سیکھ لے۔ اس میں مقابلہ کرنے میں حرج نہیں، مقابلہ کرنا چاہیے۔ ہر اچھی، مثبت اور تعمیری سرگرمی میں صحت مندانہ مقابلہ، یہ قرآن مجید کی تعلیم کے بالکل مطابق ہے۔ تعمیری کاموں میں صحت مندانہ مقابلہ اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش، یہ قرآن مجید کے مطابق بھی ہے، سنت کے مطابق بھی ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مقابلوں کا اہتمام کیا ہے۔ امہات المؤمنینؓ اور صحابیاتؓ میں اور قسم کے مقابلے ہوا کرتے تھے۔ کھانا پکانے کے، سینے کے، گنتی سیکھنے کے، حساب سیکھنے کے یا اس زمانے کے گھریلو حساب سے ہوم اسٹڈی (Home study) یا ہوم اکنامکس (Home Economic) کہہ سکتے ہیں، وہ صحابیات میں رائج تھی اور وہ صحابیات سیکھتی تھیں۔ ایک دوسرے سے علم قرآن کا مقابلہ تو تھا ہی۔ علم حدیث کا مقابلہ بھی تھا، لیکن اس زمانے کے لحاظ سے جو خالص دنیوی علوم کی چیزیں تھیں جیسے کھانا پکانا یا سینا، ان میں بھی آپس میں ایک دوسرے سے بڑھنے کا سلسلہ تھا۔

دوڑ، کھیل کُود

ایک تیسری چیز ہوتی ہے، کھیل کود۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے صاحبزادوں نے پیغمبر سے کہا کہ آپ ہمیں اجازت دیں۔ ہم باہر پکنک کے لیے جا رہے ہیں، اپنے بھائی کو بھی ساتھ لے لیں۔ **یرتع ویلعب**[23] ہمارے ساتھ کھیلے کودے اور جنگل میں کھائے پیے۔ صحت اور توانائی کے مطابق ہلکی یا تیز دوڑ بہترین جسمانی ورزش ہے۔ اس کی افادیت پر سارے علماء کرام اور ڈاکٹر متفق ہیں۔ دوڑنے کی اسی افادیت کی وجہ سے صحابہ کرام عام طور پر دوڑ لگایا کرتے تھے اور ان میں آپس میں پیدل دوڑ کا مقابلہ بھی ہوا کرتا تھا۔ بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام کو دیکھا ہے کہ وہ نشانوں کے درمیان دوڑتے تھے اور ایک دوسرے سے دل لگی کرتے تھے، ہنستے تھے، ہاں! جب رات آتی، تو عبادت میں مشغول ہو جاتے تھے۔[24]

بیوی کے ساتھ بے تکلفانہ کھیل

مرد کا اپنی بیوی کے ساتھ بے تکلفی کا کھیل بھی اسلام کی نظر میں مستحسن ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ کے ساتھ تھی۔ میں نے آپ سے دوڑ لگائی اور آگے نکل گئی۔ کچھ عرصہ بعد پھر ایک سفر میں، میں نے رسول اللہ سے دوڑ لگائی اب میرے جسم پر گوشت چڑھ گیا تھا تو آپ مجھ سے آگے نکل گئے اور آپ نے فرمایا:

هذه بتلك ۔ یہ اس دن کا بدلہ ہو گیا۔[25]

مذکورہ حدیث نبوی سے بیوی کے ساتھ تفریح کرنے اور دوڑ لگانے دونوں کی افادیت سمجھ میں آتی ہے، لیکن واضح رہے کہ حضور ﷺ کے یہ واقعات اس وقت کے ہیں، جب کہ قافلہ آپ کے حکم سے آگے جا چکا تھا اور وہاں نبی کریم ﷺ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کوئی نہ تھا، وہ تنہا تھے۔ کسی اور کی موجودگی میں ایسا نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ یہ حیا کے خلاف ہے۔

بچوں کے کھیل

بچوں میں چونکہ کھیل کی طرف رغبت فطری طور پر پائی جاتی ہے لہٰذا عہد رسالت کے بچے بھی اس سے محروم نہ تھے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے بچپن اور لڑکپن میں ان جائز اور پسندیدہ کھیلوں میں حصہ لیا بالخصوص قبیلہ بنو سعد میں گزرا ہوا وقت اس امر پر شاہد ہے اور بعض روایات بھی اس پر شاہد ہیں جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ سیدنا جبریل علیہ السلام آئے اور آپ کا سینہ چاک کیا...الخ [26]

یہاں یہ بات بھی اہمیت کی حامل ہے کہ کچھ کھیل تو لڑکوں اور لڑکیوں کے مابین مشترکہ ہوا کرتے تھے لیکن کچھ کھیل صرف لڑکیاں آپس میں اپنی ہم جولیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھیں اور یہ کھیل عمومی طور پر گڑیوں اور دوسرے کھلونوں کے ساتھ ہوا کرتا تھا یہ نسوانی جبلت کے عین مطابق ہوتا ہے جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا گڑیوں کے ساتھ کھیلنے کا ذکر بعض صحیح احادیث میں بھی بیان کیا گیا ہے اور ان میں سے بعض کھیلوں میں تو خود رسول اللہ ﷺ تو بنفس نفیس دلچسپی لیا کرتے تھے جیسا کہ یہ روایات صحیح بخاری، سنن ابو داود وغیرہ میں مذکور ہیں۔ قاضی عیاض اسی سے ایک فائدہ اخذ کرتے ہیں کہ اس طرح کے کھیلوں سے بچیوں میں خانگی تربیت کا موقع ملتا ہے۔ اسی طرح جھولا جھولنا بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے مذکور ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قبل از نکاح انہیں جب بلایا گیا تھا تو اس وقت وہ جھولا جھول رہی تھی۔[27]

لڑکیوں کے ان کھیلوں سے متعدد سماجی روایات کا علم ہوتا ہے کہ زیادہ تر کھیل اندرون خانہ ہوا کرتے تھے، یہ گڑیائیں ان کی والدہ بنا کر دیتی تھی جو کہ تربیت کا ایک پہلو ہے، ان کھلونوں کی صورتیں اور تصویریں بھی ہوا کرتی تھیں جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس دو پر والا گھوڑا تھا۔

۵۔ ہنسی مذاق، شعر سننا، سنانا و لطیف گفتگو وغیرہ

اسلام ایسی کسی تفریحی سرگرمی سے قطعاً نہیں روکتا جو معاشرے کے لیے کسی بھی لحاظ سے مضر نہ ہو۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ: ایک دن نبی اکرم ﷺ میرے گھر تشریف لائے اس وقت میرے پاس انصار کی دو لڑکیاں جنگ بعاث کی نظمیں پڑھ رہی تھیں، آپ ﷺ بستر پر لیٹ گئے اور چہرہ دوسری طرف پھر لیا۔[28]

اللہ تعالیٰ نے انسان میں حس مزاح (Humor) بھی رکھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حس مزاح تو ضرب المثل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاح کے واقعات حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شادی میں تشریف لے گئے تو وہاں دیکھا کہ لوگ خوشی منا رہے ہیں، بچیاں ڈھولک پر گا رہی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جا کر بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک بچی نے گاتے گاتے ایک جملہ کہا کہ: وفينا نبی يعلم ما فی غد ۔[29] اور ہم میں ایک نبی بھی ہیں جو کل کا حال جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں نہیں، یہ بات مت کہو۔ کل کا حال اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ یعنی عقیدے پر بات آئی تو فوراً اسی وقت ٹوک دیا۔

۶۔ تحائف اور دعوتِ طعام

تحائف کا لین دین بھی معاشرتی زندگی کے لیے نہایت سُود مند ہے جو افراد میں باہمی الفت، محبت اور پیار بڑھاتا ہے اور انسانوں کو ایک دوسرے کے قریب لاتا ہے۔ اسلام نا صرف تحائف کے لین دین کی حوصلہ افزائی کرتا ہے بلکہ تحائف کو محبت کے فروغ کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول ﷺ میری دو پڑوسن ہیں تو مجھے کس کے گھر ہدیہ بھیجنا چاہیے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس کا دروازہ تم سے قریب ہو۔ تحائف کی طرح دعوت و طعام سے بھی معاشرے کے افراد میں باہمی میل جول کو فروغ ملتا ہے اور افراد ایک دوسرے کے قریب آتے ہیں۔ اسلام قطعاً خشک دین نہیں ہے بل کہ اسلام میں تفریح کا تصور بہ درجہ اتم موجود ہے۔ ایسی کوئی بھی تقریب، اجتماع یا مخصوص دن جس کا مقصد عوام کے مختلف طبقات کے درمیان تعلق پیدا کرنا ہو یا عوام کی تربیت و اصلاح کرنا ہو، کسی طور بھی خلافِ اسلام نہیں ہیں بل کہ قومی تربیت و اصلاح اور راہ نمائی تو اسلام کے تصور اجتماع کا خاصہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کے مستقل اجتماعات یعنی

عیدین، حج اور جمعے میں خطبات ایک لازمی جز کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی کہ ہمارے اجتماعات اور تقریبات لغویات اور نمائش سے پاک ہوں اور زیادہ سے زیادہ سے بامقصد ہوں، جن میں افراد کے باہم میل جول اور اصلاح و تربیت کا پہلو غالب ہو۔[30] یہ چند تفریحیں ہیں جن کو اسلام نے اپنے تمام مقاصد سے ہم آہنگ کر دیا ہے۔ ان تفریحوں پر آپ بقیہ تمام تفریحوں کو قیاس کر سکتے ہیں۔ تفریح کی جو بھی شکل آپ ایجاد کریں یا جو بھی قوم ایجاد کرے، وہ انہی حدود کی پابند اور اسی نقشے کے مطابق ہو۔ [31]

عورت کے لیے تفریح کی حدود

شریعت نے انسان کے تمام فطری تقاضوں کی تکمیل کا سامان کیا ہے، اس تقاضے کی تکمیل کا سامان اور اس سلسلے میں ہدایات بھی شریعت میں موجود ہیں۔ لیکن اس کی شرائط کیا ہیں؟ اس کی حدود کیا ہیں؟ بقول ڈاکٹر محمود احمد غازی تفریح اور تہوار ایک فطری ضرورت ہے۔ لیکن اگر خوشی اور تفریح حدود سے نکل جائے گی تو اس سے اخلاقی، معاشی، معاشرتی بہت سی قباحتیں پیدا ہوں گی۔[32] اسلام میں تفریح کا اور تہوار، ہر دو کا تعلق نظریے سے بھی ہے اور اصول کے ساتھ بھی۔ نظریہ، اصول اور تفریح، یہ آپس میں اس طرح سے باہم مربوط ہیں کہ ان دونوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام کے کسی بھی ضابطے کا تعلق غیر فطری یا غیر عقلی تصورات سے نہیں، یعنی کہیں بھی اس نے انسان کی جائز ضروریات پر کوئی قدغن نہیں لگائی البتہ کچھ اصول وضوابط کے ذریعے اس کی حدبندیاں ضرور کر دیں تاکہ فساد بپا نہ ہو۔[33]

تفریح کے حوالے سے چند ضروری ہدایات

اسلام میں تفریح اور تہوار منانے کے حوالے سے عورتوں کے بارے میں مذکورہ بالا عمومی ہدایات کے علاوہ چند خصوصی ہدایات حسب ذیل ہیں:

ا۔ حیا، پردہ اور حجاب

حیا اور اخلاق بنیادی حد ہے جو شریعت نے مقرر کی ہے اور حیا کے آداب کی پاس داری کسی نہ کسی حد تک ہر انسان کرتا ہے۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ میں حیا کی حد کچھ اور مقرر کروں، دوسرا حد اور مقرر کرے۔ اس پر تو بات ہو سکتی ہے کہ حیا کی حد کہاں مقرر کی جائے، لیکن حیا کی حد مقرر کرنے پر ہر انسان کا اتفاق ہے۔ پردہ اپنی مقررہ حدود کے ساتھ ایک شرعی حکم اور دینی ہدایت ہے، جس کی بنیادیں کتاب و سنت، ان کی فقہی تشریحات اور تعاملِ سلف پر قائم ہیں۔ اور وہ انہی بنیادوں پر ہر دور میں بلا انقطاع، امتِ مرحومہ کا معمول رہتا آرہا ہے۔ وہ کوئی فرضی یا اختراعی چیز نہیں ہے، جسے کسی فرد یا سوسائٹی نے ہنگامی مصالح کے تحت

تجویز کر لیا ہو۔ اور اس کے رواج پذیر ہونے سے مسلمانوں کے ماحول میں اسے خواہ مخواہ شرعی حیثیت دے دی گئی ہو، کہ نہ یہ واقعہ ہی ہو اور نہ ہی اس جامع دین اور اس کے مکمل اور محفوظ شرعی دستورِ زندگی کے شایانِ شان ہی ہے، جس میں نہ کمی کی گنجائش ہے، نہ زیادتی کی۔ مگر ایک عرصہ سے اس کے ساتھ فطری اور عملی طور پر افراط و تفریط کا برتاو کیا جا رہا ہے۔ جس سے عوام کی نظر میں شرعی حیثیت اور بنیادی حقیقت مشتبہ ہو گئی ہے۔ اور وہ مختلف شکوک و شبہات اور سوالات کی آماج گاہ بن کر رہ گیا ہے۔

عہدِ حاضر میں مغربی تہذیب کے زیرِ اثر بے پردگی کی مسلسل مشق نے نقطہ نظر میں فرق اور خلل پیدا کر دیا ہے، جس کے ماتحت پردہ و بے پردگی، دونوں ہی نے افراط و تفریط اور ایک دوسرے کے ردِّ عمل کی صورت اختیار کر لی، جس سے اصول اور حدود دونوں مشتبہ ہو گئے۔ ایک طرف پردہ کی شرعی حدود کو علماء کی تنگ نظری کا ثمرہ کہا جانے لگا، اور دوسری طرف کھلی بے پردگی کی جگہ پردہ دری کو نہ صرف مصلحتِ وقت بلکہ منشاءِ شریعت باور کرایا جانے لگا۔ اس لیے ضرورت ہے کہ مسئلہ زیرِ بحث کے بارے میں استدلالی صورت اختیار کی جائے، اور وجوہ و دلائل سے اس کی بنیادی حقیقت اور شرعی صورت واضح کی جائے۔

ان المرءة عورة فاذ خرجت استشرفها الشيطان۔[34]

بلاشبہ عورت ایک چھپی ہوئی چیز ہے، وہ جب باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے تاکتا ہے، (کہ اب کسی کو بد نگاہی میں، کسی کو بد خیالی میں، اور کسی کو بد عملی میں مبتلا کرے گا۔

ظاہر ہے کہ یہ مخفی حیثیت اس کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی تھی کہ عورت کا اجنبیوں سے اختلاط قطع کر کے اسے یک سو رہنے کا حکم دیا جائے، اس لیے ارشادِ نبوی ﷺ ہے: **نعم العمل لنساء امتى العزل۔**[35] میری امت کی عورتوں کا بہترین کام یکسوئی اور مردوں سے کنارہ کشی ہے۔ یہ یکسوئی مستقل اور پائیدار نہیں رہ سکتی تھی، جب تک عورت کی آزادی نقل و حرکت کو محدود نہ کیا جاتا۔ اسی لیے **وقرن فی بیوتکن ---** الخ[36] کا حکم دیا گیا۔

گفتگو پس پردہ

اس بارے میں ہدایت: **واذا سالتموهن متاعاً...** الخ[37] اس متاعاً سے اشارتاً یہ بھی معلوم ہوا کہ لین دین کے سلسلے میں عورت کی شانِ حرمت صرف خانگی ضروریات کی معمولی اشیاء بدلنے یا لینے کی حد تک تو قائم رہ سکتی ہے، بڑے بڑے سامانوں کا لین دین یا تجارتی اسباب کا لینا دینا، اس کی فطری شان کے خلاف ہے۔ عورت کی چند فرضی اور اختراعی ضرورتوں پر قومی ضروریات کا نام رکھ کر ان کے مختلف شعبوں مثلاً حقِ نمائندگی، حقِ نیابت، اور حقِ خطابت وغیرہ کے لیے آج اس مستور

اور محجوب عورت کو بے حجاب اسٹیجوں اور اجتماعی پلیٹ فارموں پہ دعوت دے رہے ہیں۔ عورتوں کا حقیقی احترام برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ محض لباس مستور رکھنے پر اکتفانہ کرے بلکہ اس کی حقیقی روح پر عمل کرے۔[38]

حضرت امّ حمید الساعدیہ جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میری پسند خاطر یہ ہے کہ میں آپ کے ساتھ نماز ادا کروں، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! میں نے سمجھ لیا، پس مختصر سی بات یہ ہے کہ تیری نماز، تیرے گھر کی کوٹھڑی میں افضل ہے، گھر کے دالان سے اور دالان میں تیری نماز افضل ہے عام صحن کی نماز سے، اور گھریلو مسجد کی نماز تیرے لیے بہتر ہے مسجد محلہ میں نماز پڑھنے سے۔[39]

ابن عمرؓ کا قول: **لا تمنعوا نساءکم المساجد و بیوتھن خیر لھن** ۔[40]**ایماامراءۃً اصابت بخوراً فلا تشھد معنا العشاء**۔[41](خوشبو لگانے والی ہمارے ساتھ عشاء نہ پڑھے) بلکہ **ولیخرجن تفلات** [42]میلی کچیلی آئے۔ مسجد میں خوشبو لگا کر آنے والی عورت کو غسلِ جنابت کی ہدایت کی گئی۔ **حتی تغتسل غسلھا من الجنایۃ** ۔[43] حالانکہ خوشبو کسی بری نیت سے نہیں لگائی گئی۔ اصل نظر، پھیلنے والے فتنہ سے ہے۔ بلا کسی نیت کے خوشبو لگا کر نکلنے پر پابندی لگادی ہے۔ بدن ڈھانپ کر اور سینہ چھپا کر، **ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن**،[44] حدیث: **انھوا نساءکم عن لبس الزینۃ والتبختر فی المساجد**۔[45] نازوانداز، **زناالعین النظر** (مشکوٰۃ) ، **فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض** [46]،، **لیس للنساء فی الجنازۃ نصیب** ۔[47] **لیس للنساء فی اتباع الجنازۃ اجر**[48] عورتوں کو حماموں میں داخل ہونے سے منع فرمایا۔[49] بازاروں، سیر گاہوں، سینماوں، باغوں، پارکوں، میں بغیر پردہ کے جانا کن تعلیمات سے نکالا جائے گا؟ پردہ کہیں، کُل کا کل نافذ العمل ہو گا جہاں اس علت کے سارے امکانات موجود ہوں گے۔ اور کہیں جزوی حیثیت سے زیرِ عمل آئے گا۔ جس حد تک اس کی علت کے اجزا پائے جائیں گے، اور کہیں یہ سسٹم ہی اُٹھ جائے گا، جہاں فحش اور شہوانی جذبات کے عادی امکانات ختم ہو جائیں گے۔

پردہ عورت کی ذات سے نہیں، اس کے وصف فحش سے ہے۔ پردہ کے اس نظام کو نہ تو بذاتہ مقصود سمجھنا چاہیئے، حجابِ نسواں ایک مکمل شرعی نظام العمل ہے جو مختلف الانواع حجابات پر مشتمل ہے اور یہ اپنے جزو وکل میں اپنی علت کے تابع ہے۔ جہاں علتِ فحش ہے، جس قدر ہو گی، وہاں یہ اس کے تابع ہو گی۔ جس قدر مرتفع ہو گی، پابندی نرم پڑ جائے گی۔ حجاب اور رفعِ حجاب دونوں ہیں۔

۲۔عدم اسراف و تبذیر

تفریح یا خوشی منانے میں اسراف اور تبذیر سے کام نہیں لینا چاہیے۔ خوشی منائیں، اللہ نے اچھے کپڑے دیے ہیں، آپ پہنیں۔ اچھا کھانے کو دیا ہے، اچھا کھانا بھی کھائیں۔ دوستوں، رشتے داروں، عزیزوں کو، اپنے پسندیدہ لوگوں کو بلا کر گھر میں تقاریب بھی منعقد کریں۔ اللہ تعالیٰ کی شریعت نے ان چیزوں سے بالکل نہیں روکا، لیکن اسراف و تبذیر سے کام نہ لیں۔ اسراف و تبذیر قرآنی اصطلاحات ہیں۔ اسراف سے مراد کسی جائز کام میں ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا ہے اور تبذیر سے مراد ناجائز کام میں خرچ کرنا ہے، خواہ وہ ایک پیسہ ہی کیوں نہ ہو۔ دوست احباب کو گھر بلانا، تحائف کا تبادلہ کرنا خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین ہے :**تهادوا تحابوا**۔ [50] آپس میں تحفہ دو تو محبت بڑھتی ہے۔ ایک دوسرے کو گھروں میں بلاؤ، ایک دوسرے کی خدمت میں ہدیہ پیش کرو، چاہے کوئی معمولی چیز ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **لاتحقرن جارة لجارتها ولو بفرسن شاة**[51] ایک دوسرے کے ساتھ ہدیے کا تبادلہ کرنا تفریح کا ایک حصہ ہے اور خوشی و مسرت کے اظہار کا اسلامی اور دینی طریقہ ہے۔ بعض مواقع ایسے آئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شادی میں شرکت کا اتفاق ہوا۔ خاندان میں یہ تفریح کا موقع ہوتا ہے۔ شادی ہوتی ہے تو لوگ خوشی کا اظہار کرتے ہیں، گھر میں جمع ہوتے ہیں، لیکن جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشی کے اظہار کی تلقین فرمائی، وہاں اس میں ایک بڑے رجحان کو آپ نے روکا۔ بڑا رجحان ہوتا ہے اور یہ نفس کا ایک دھوکہ ہوتا ہے کہ جی، ایک ہی بیٹا ہے، اس کے ارمان نکالنے ہیں۔ ارمان بھی نکالنے ہیں اور ہر چیز کا جنازہ بھی نکالنا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے طرز عمل سے اپنے صحابہ کی تربیت سے ایسی مثال پیش کی کہ آج ہمارے قریب ترین لوگوں میں بھی کوئی کرے تو شاید لوگ ناراض ہو جائیں۔

اسلام میں شریعت کی ساری حدود سامنے آتی ہیں۔ اعتدال اور توازن کہ جتنے وسائل ہیں، ان کے اندر رہو، غیر ضروری طور پر اس کو مت پھیلاؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بس ایک بکری ذبح کرلو اور اس ایک بکری میں جتنے لوگوں کو شریک کر سکتے ہو، کرو۔ ویسے کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم حکم دے رہے ہیں کہ دعوت کرو، لوگوں کو بلاؤ۔

۳۔شریعت کے مقاصد سے ہم آہنگی

تیسری بنیادی حد یہ ہے کہ شریعت کے جو بنیادی مقاصد ہیں، وہ نظر انداز نہ ہوں۔ شریعت کے جو اہم Objectives ہیں، ان کو اگر نظر انداز کر کے تفریح کی جائے تو وہ تفریح شریعت کی حدود سے متجاوز ہے۔ اسلام نے انسان کو کائنات کے اندر سب

سے اونچا مقام دیا ہے۔ اتنا اونچا مقام دیا ہے کہ خالق کائنات کے بعد سب سے اونچا مقام انسان کا ہے۔ اس لیے ملت مسلمہ کی جو ذمہ داریاں ہیں، ان کو نظر انداز کر کے تفریح کرنا نامناسب و ناجائز ہے۔ مثال کے طور پر نماز سب سے بڑا مقصد ہے۔

روز محشر کہ جاں گداز بود   اولین پرسش نماز بود

روز محشر جو جاں گداز ہو گا، اس میں سب سے پہلا سوال نماز کے بارے میں ہو گا۔ اب کوئی ایسی تفریح جس میں یہ پتا نہ چلے کہ نماز کب آئی، کب گئی، یہ شریعت کے مزاج کے خلاف ہے، یہ جائز نہیں۔[52]

۴۔ تفریحی کھیلوں کے بارے میں تحدید

اسلام کے تصور تفریح کا مقصد صرف وقت گزاری نہیں ہے بلکہ اس نے عملی، تربیتی عسکری اور جسمانی ورزش کے مقاصد بھی مد نظر رکھے ہیں۔ تفریح کے نام پر جھوٹ، تہمت، مبالغہ آمیزی اور دوسروں کی نقل اتارنے کی اجازت نہیں دی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہ اسلام نے ان مجلسوں میں شرکت کرنے سے روک دیا جس میں انسان اس قدر منہمک ہو جائے کہ اسے نماز و دیگر فرائض کا پاس و خیال نہ رہے یا مرد و زن کا بے محابا اختلاط ہو۔

الف)۔ لغو کھیلوں سے اجتناب

اسی لیے اسلام نے تفریح اور کھیل میں سے صرف انہی چیزوں کی اجازت دی ہے جو جسمانی یا روحانی فوائد کے حامل ہوں اور جو محض ضیاعِ اوقات کا ذریعہ ہوں، فکر آخرت سے غافل کرنے والے ہوں یا دوسروں کے ساتھ دھوکہ فریب یا ضرر رسانی پر مبنی ہوں، ان کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اسلامی نظام کوئی خشک نظام نہیں جس میں تفریحِ طبع اور زندہ دلی کی کوئی گنجائش نہ ہو، بلکہ وہ فطرتِ انسانی سے ہم آہنگ اور فطری مقاصد کو بروئے کار لانے والا مذہب ہے۔

ب)۔ لباس و پوشاک سے متعلق ہدایات

لباس اور پوشاک کے سلسلے میں یہ ضروری ہے کہ کھلاڑی، چاہے مرد ہو یا عورت، کھیل کے دوران ایسا لباس پہنے، جو ساتر ہو یعنی جسم کا وہ حصہ چھپ جائے، جن کا چھپانا واجب ہے، یعنی مرد کے لیے ناف سے لے کر گھٹنے تک اور عورت کے لیے پورا جسم ستر میں داخل ہے، ان کا ڈھکا ہوا ہونا واجب ہے۔ لباس اتنا باریک اور چست بھی نہ ہو کہ جسم کے اعضا نمایاں ہوں۔ اسی طرح اس لباس میں کفّار کے ساتھ ایسی مشابہت نہ ہو کہ اس لباس کو دیکھنے سے کوئی خاص قوم سے مشابہت سمجھ میں آتی ہو۔ اور نہ اس لباس کا تعلق غیر اسلامی شعار سے ہو۔

عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منقول روایت میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **مَنْ تَشَبه بِقَوْمٍ فهوَ مِنهم**[53](جس نے کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کی اس کا تعلق اسی قوم کے ساتھ سمجھا جائے گا)

ج)۔ پسندیدہ کھیل

تیر اندازی اور نشانہ بازی، سواری کی مشق، دوڑ لگانا، بیوی کے ساتھ بے تکلفانہ کھیل، نیزہ بازی، تیر اکی، کُشتی اور کبڈی۔ مذکورہ تمام کھیل چوں کہ احادیث و آثار سے ثابت ہیں اس لیے ان کے جواز بلکہ استحباب میں کوئی کلام نہیں ہو سکتا، اور کبڈی کا حکم بھی کشتی کی طرح ہے۔ البتہ موجودہ زمانے کے چند معروف کھیلوں کے حوالے سے مقاصد شریعت اور اھداف شریعت کی طرف دیکھا جائے گا اور بنیادی اصول وضوابط کو مد نظر رکھا جائے گا۔ اسی طرح وہ کھیل جو بلا مقصد محض وقت گزاری کے لیے کھیلے جاتے ہیں، وہ بھی ناجائز ہوں گے۔ اس لیے کہ قرآن کریم میں تو مومنوں کی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ: **وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ**[54](بیکار باتوں سے اعراض کرتے ہیں)

معلوم ہوا کہ موجودہ دور میں مروّج کھیل مثلاً: ہاکی، فٹ بال، والی بال، ٹینس، بیڈ منٹن، کشتی، کرکٹ کی بعض شکلیں وغیرہ، جس میں بھرپور ورزش کا امکان ہوتا ہے، فی نفسہ ان کا کھیل درست ہے۔ یہ بنیادی شرطیں ہیں جو شریعت نے تفریح کے لیے رکھی ہیں۔ اسراف و تبذیر سے اجتناب ہو، حیا کے حدود کے مطابق ہو، مقاصد شریعت سے تجاوز اور تجاہل نہ کیا جائے۔ لغو قسم کے کھیل نہ ہوں۔ ان حدود کے اندر جو تفریح بھی ہو گی، وہ جائز ہے، بغیر کسی ردو قدح کے آپ اسے جائز سمجھیں۔

خلاصہ کلام

انسان، جس میں خواتین بھی شامل ہیں، کی تخلیق ہی کچھ اس بنیاد پر کی گئی ہے کہ وہ مسلسل کام اور لگا تار ایک ہی عمل سے نا صرف تھک جاتی ہیں بل کہ اکتا بھی جاتی ہیں۔ چناں چہ راحت کے اوقات کی تلاش اور روزہ مرہ کے معمولات میں تبدیلی کی خواہش انسانی فطرت میں شامل ہے۔ فرصت کے اوقات اور مختلف تقریبات اور مواقع خواتین کو جسمانی راحت اور ذہنی آسودگی فراہم کرتے ہیں اور ان کو اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ بہترین وقت گزارنے کا موقع بھی میسر آتا ہے۔ مختلف تقریبات کو جس طرح فرد کی زندگی میں اہمیت حاصل ہے، اسی طرح ایسی تقریبات قوم کی مجموعی زندگی کے لیے بھی اہم اور ضروری ہیں۔ اسلامی تعلیمات کا تقاضا ہے کہ خواتین کے لیے تفریح کا سامان ضرور فراہم کیا جائے لیکن اس میں مغربی معاشرے کی نقالی نہ ہو۔ اس مقصد کے لیے معلوماتی پروگرام، سائنسی کمالات، اہم مقامات، تاریخی عمارتیں، باغات، مصوری، آرٹ، مناظرِ فطرت، مزاحیہ خاکے، سمندری دنیا کے مشاہدے، اصلاحی و تربیتی ڈرامے یا ڈاکومنٹری، جانوروں کی دنیا، مجاہدینِ

اسلام کی داستانیں وغیرہ پیش کی جاسکتی ہیں۔ کہ اسلام نے خواتین کو تفریح کی اجازت دی ہے۔ اسلام نے اس تفریح کو اخلاق اور دینی حدود کا پابند قرار دیا ہے، تفریح کے وہ آداب دیے ہیں جو انسانوں کی فلاح اور بہبود کے ضامن ہوں۔ تفریح میں ان حدود سے تجاوز کرنے سے منع کیا ہے جو دینی اعتبار سے، اخلاقی اعتبار سے، معاشرتی اعتبار سے، معاشی اعتبار سے، کسی بھی اعتبار سے انسانوں کے لیے نقصان دہ ہوں۔ خوشی منائی جائے یا تفریح کا بندوبست کیا جائے تو شریعت کے حدود کے اندر رہو۔ اس میں دنیا کی بھلائی بھی ہے اور آخرت کی بھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] ۔شاہ فیض الابرار صدیقی

Shah Faizul Abrar Siddiqui

[2] ۔ڈاکٹر محمود احمد غازی، الشریعہ جنوری فروری ۲۰۱۱، جلد ۲۲، شمارہ ۲،۱، ص۔11

Dr. Mahmood Ahmad Ghazi, Sharia January February 2011, Volume 22, Issue 1, 2, p

[3] ۔ أبو بکر محمد بن الحسن بن درید الأزدي (المتوفى: 321هـ): جمهرة اللغة، الناشر: دار العلم للملايين بيروت، 1987م، (عدد الأجزاء: 3)، جلد ا، ص ۵۱۸

Abu Bakr Muhammad bin Al-Hasan bin Darid al-Azdi (died: 321 AH): Jamrah Al-Laghga, Publisher: Dar Al-Ilam for Millions, Beirut, 1987, (Number of Parts: 3), Volume 1, p. 518

[4] ۔ أبو نصر إسماعيل بن حماد الجوهري الفارابي (المتوفى: 393هـ): الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية، الناشر: دار العلم للملايين بيروت، الطبعة: الرابعة 1407هـ- 1987م، عدد الأجزاء: 6، ج ۱ ص ۳۹۰

Abu Nasr Ismail bin Hammad al-Jawhri Al-Farabi (died: 393 AH): Al-Sahih Taj Al-Laghga and Al-Arabic Al-Sahih, Publisher: Dar Al-Ilam for the Millions of Beirut, Edition: 4th 1407 AH - 1987 AD, Number of Parts: 6, Vol. 1, p. 390

[5] ۔الدكتور عبد الرازق بن حمودة القادوسي: أثر القراءات القرآنية في الصناعة المعجمية تاج العروس نموذجا، الناشر: رسالة دكتوراه بإشراف الأستاذ الدكتور رجب عبد الجواد إبراهيم - قسم اللغة العربية - كلية الآداب - جامعة حلوان، 1431هـ/ 2010م، ص ۲۰۴

Dr. Abd al-Raziq bin Hamuda al-Qadoosi: The effect of the Qur'anic readings in the linguistic industry of Taj al-Arus model, Publisher: Doctoral thesis under the

supervision of Dr. Rajab Abd al-Jawad Ibrahim - Arabic language class - Faculty of Arts - University of Halwan, 1431 AH / 2010, p.204

[6] ۔سورۃ آل عمران ۳:۱۷۰

Surah Al-Imran 3:170

[7] ۔ترجمہ، روح القرآن از مولانا محمد اسلم صدیقی

Translation, Ruh Al-Quran by Maulana Muhammad Aslam Siddiqui

[8] ۔سورۃ یونس ۱۰:58

Surah Yunus 10:58

[9] ۔سورۃ غافر 40:75

Surah Ghafar 40:75

[10] - ترجمہ، روح القرآن از مولانا محمد اسلم صدیقی

Translation, Ruh Al-Quran by Maulana Muhammad Aslam Siddiqui

[11] ـ أبو عبد الله محمد بن سلامة ، **مسند الشهاب** (المتوفى: 454هـ)، الناشر: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة: الثانية، 1407–1986، عدد الأجزاء: 2، جلد ۱، ص ۳۹۳

Abu Abdullah Muhammad bin Salama, Musnad al-Shahab (died: 454 AH), publisher: Al-Risalah Beirut, second edition: 1407-1986, number of parts: 2, volume 1, p. 393

[12] ـ ، أبو عمر يوسف بن عبد الله ، **جامع بيان العلم وفضله** (المتوفى: ۴۶۳هـ)، دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية، الطبعة: ۱۴۱۴ هـ ۱۹۹۴ م ، عدد الأجزاء: ۲، ج۱، ص ۴۳۳

Abu Umar Yusuf bin Abdullah, Jami Bayan al-Ilam wa Fazlah (died: 463 AH), Dar Ibn Al-Jawzi, Kingdom of Saudi Arabia, Edition: 1414 AH - 1994 AD, Number of parts: 2, vol.1, p. 433

[13] ۔ حدیثِ نبوی ﷺ ہے: ”تباہی ہے اس شخص کے لیے جو لوگوں کو ہنسانے کی خاطر جھوٹی باتیں کرتا ہے۔ اس کے لیے تباہی ہے۔ اس کے لیے تباہی ہے“۔ (ترمذي: كتاب الزهد باب في من تكلم بكلمة ليضحك الناس)

[14] ۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۔ (الحجرات ۴۹:۱۱)((اے ایمان والو! مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائیں ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں)

Al-Ḥujurāt,49:11.

[15] ۔ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا (یونس ۱۰:۵۸)اللہ کے فضل کو یاد کر کے خوشی کا اظہار کرو، فرحت کا اظہار کرو۔ یہی تفریح ہے۔ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ ۹۳:۱۱)اللہ تعالیٰ جو نعمت عطا کرے، اسے بیان کرو)

[16] ۔ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا(یونس ۱۰:۵۸)اللہ کے فضل کو یاد کر کے خوشی کا اظہار کرو، فرحت کا اظہار کرو۔ یہی تفریح ہے۔وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ(الضحیٰ ۹۳:۱۱)اللہ تعالیٰ جو نعمت عطا کرے، اسے بیان کرو)

[17]۔ مسلم بن حجاج، ابوالحسین، القشیری، **صحیح مسلم** (نیشاپور: دارالخلافة العلمیہ، 1330)، 892۔

Muslim ibn Ḥajjāj, Abū al-Ḥusaīn, al-Qushīrī, *Ṣahīḥ Muslim* (Nishā pūr: Dār al Khilāfā Al Ilmīya, 1330 AH),892.

[18] ۔ اعزاز احمد کیانی: روزنامہ ایکسپریس، تفریح کا اسلامی تصوّر22-5-01 Retrieved on (kufarooq4.blogspot.com)

Azaz Ahmad Kayani: Daily Express, Islamic Concept of Entertainment (kufarooq4.blogspot.com) Retrieved on 01-5-22

[19] ۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح** (دمشق: دار ابن کثیر، 452ھ)، ۵۱۴۷۔

Al-Bukhārī, Muhammad ibn Ismā'il, *Al-Jami 'al-Sahih* (Damishiq: Dār Ibn e Kathīr, 452 AH), ۵۱۴۷.

[20] ۔ البخاری، **الجامع الصحیح**، الرقم: 5156۔

Al-Bukhari, *Al-Jami 'al-Sahih*, Ḥadīth #: 5156

[21] ۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی: اسلام میں تفریح کا تصور (مضمون)، ماہنامہ "الشریعہ" گوجرانوالہ، ۲۰۱۱ء، جلد ۲۲، شمارہ، ۲،۱: صفحات: ۴۸۳۔۵۱۱

Dr. Mahmood Ahmad Ghazi: Concept of Entertainment in Islam (Article), Monthly "Sharia" Gujranwala, 2011, Volume 22, Issue, 1, 2: Pages: 483. 511

[22] ۔ النمل ۲۷:۶۹

Al-Naml,27:69.

23 ۔سورۃ یوسف ۱۲:۱۲

Yūsuf, 12: 12

24 ۔ولی الدین تبریزی، **مشکاۃ المصابیح** (ملتان: مکتبہ امدادیہ)، 407۔

Walī al Dīn Tabrīzī, Mishkāt al Maṣabīḥ (Multān: Maktaba Imdadīa), 546.

25 ۔ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، **السنن** (الریاض: مکتبہ دارالسلام، 1998ء)، الرقم: 5153۔

Abū Da'ūd, Sulaīmān Bin Al-Ashʿath, *Al-Sunan* (Beīrūt: Dār al-Risālah al-ʿĀlamiyyah,2009), Ḥadīth # 2578

26 ۔مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم**، الرقم:413

Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣahīḥ Muslim*, Ḥadīth #:413.

27 ۔مسلم بن حجاج، **صحیح مسلم**، الرقم:8894

Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣahīḥ Muslim*, Ḥadīth #:8894.

28 ۔البخاری، **الجامع الصحیح**، الرقم:4001۔

Al-Bukhari, *Al-Jami 'al-Sahih*, Ḥadīth #: 4001

29 ۔البخاری، **الجامع الصحیح**، الرقم:4001۔

Al-Bukhari, *Al-Jami 'al-Sahih*, Ḥadīth #:4001

30 ۔البخاری، **الجامع الصحیح**، الرقم:6020۔

Al-Bukhari, *Al-Jami 'al-Sahih*, Ḥadīth #:6020

31 ۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی: اسلام میں تفریح کا تصور (مضمون)، ماہنامہ "الشریعہ" گوجرانوالہ، ۲۰۱۱ء، جلد ۲۲، شمارہ، ۲، ۱: صفحات: ۴۸۳۔۵۱۱

Dr. Mahmood Ahmad Ghazi: Concept of Entertainment in Islam (Article), Monthly "Sharia"

Gujranwala, 2011, Volume 22, Issue, 1, 2: Pages: 483. 511

32 ۔ایضا

Ibid

33 ۔ایضا

Ibid

34 ۔ترمذی، **سنن الترمذی** (مصر: مکتبۃ مصطفی، 1975ء)، رقم: 1173۔

Tirmadhī,Sunan Al-Tirmadhī(Egypt: Maktaba Muṣṭafā,1975AD),No:1173.

35 ۔شرعی پردہ(ahnafmedia.com) retrieved on 19-12-2-22

36 ۔الاحزاب33:33

Al Ahzab,33:33

37 ۔الاحزاب33:53

Al Ahzab,33:53

38 ۔ قاری محمد طیب: شرعی پردہ، ادارہ اسلامیات، انارکلی، لاہور، ۱۲۶

Qari Muhammad Tayyab: Shari Purda, Institute of Islamiat, Anarkali, Lahore, 126

39 ۔ابن حنبل، احمد بن حنبل، ابوعبداللہ، **مسند الامام احمد بن حنبل** (بیروت: موسستہ الرسالۃ، 2001ء) 26542

Ibn Hanbal, Ahmad bin Hanbal, Abu Abdullah, *Musnad al-Imam Ahmad bin Hanbal* (Beirut: Mossat al-Rasalah, 2001) 26542

40 ۔ابوداؤد سلیمان بن الاشعث، **سنن ابی داود**، (بیروت: دار الرسالۃ العالمیۃ، 2009ء)، الرقم: 565

Abū Dā'ūd, Sulaīmān Bin Al-Ashʿath,*Sunan Abū Da'ūd*(Beīrūt: Dār al-Risālah al-ʿĀlamiyyah,2009), Ḥadīth # 565

41 ۔ مسلم بن الحجاج، **صحیح مسلم** (بیروت: دار الجیل، س۔ن)، 2/194، رقم: 444۔

Muslim Bin Al-Ḥajjāj,*Ṣaḥīḥ Muslim*(Baīrūt:Dār Al-Jīl,n.d.),2:194,No: 444.

42 ۔ابوداؤد سلیمان بن الاشعث، **سنن ابی داود**، (بیروت: دار الرسالۃ العالمیۃ، 2009ء)، الرقم: 565

Abū Dā'ūd, Sulaīmān Bin Al-Ashʿath,*Sunan Abū Da'ūd*(Beīrūt: Dār al-Risālah al-ʿĀlamiyyah,2009), Ḥadīth # 565

43 ۔ابوداؤد سلیمان بن الاشعث، **سنن ابی داود**، (بیروت: دار الرسالۃ العالمیۃ، 2009ء)، الرقم: 4174

Abū Dā'ūd, Sulaīmān Bin Al-Ashʿath,*Sunan Abū Da'ūd*(Beīrūt: Dār al-Risālah al-ʿĀlamiyyah,2009), Ḥadīth # 4174

44 ۔النور، 31:24

Al-Nūr, 31:24

45 ۔ابن ماجہ، محمد بن یزید، **سنن ابن ماجہ** (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 2007ء)، رقم: 4001.

Ibn Māja, Muḥammad Bin Yazīd,Sunan Ibn Māja (Lahore:Maktaba Rahmāniya,2007),No: 4001.

46 ۔ مسلم بن الحجاج، **صحیح مسلم**(بیروت:دارالجیل،س۔ن)،2/194،رقم:6754۔

Muslim Bin Al-Ḥajjāj,*Ṣaḥīḥ Muslim*(Baīrūt:Dār Al-Jīl,n.d.),2:194,No: 6754.

47 ۔الطبرانی،سلیمان بن احمد،**الأحادیث الطوال**(بیروت:مکتبۃ الزھراء،1404ھ)،رقم(2/ 231/ 1/8575) "۔

Al-Ṭabrānī, Sulaimān bin Aḥmad, *Al-Ahadith Al-Ṭawāl* (Baīrūt: Maktab Al-Zahra', 1404 AH), No. " (2/ 231/ 1/8575)

48 ۔الطبرانی،سلیمان بن احمد،**الأحادیث الطوال**(بیروت:مکتبۃ الزھراء،1404ھ)،رقم:(2/ 231/ 1/8575) "۔

Al-Ṭabrānī, Sulaimān bin Aḥmad, *Al-Ahadith Al-Ṭawāl* (Baīrūt: Maktab Al-Zahra', 1404 AH), No. " (2/ 231/ 1/8575)

49۔خطیب تبریزی، **مشکوۃ المصابیح**(لاہور:مکتبہ رحمانیہ، 2011ء)4366

Khatib Tabrizi, *Mishkwat al-Masabih* (Lahore: Rahmaniya School, 2011) 4366

50 ۔الطبرانی،سلیمان بن احمد،**الأحادیث الطوال**(بیروت:مکتبۃ الزھراء،1404ھ)،رقم7240

Al-Ṭabrānī, Sulaimān bin Aḥmad, *Al-Ahadith Al-Ṭawāl* (Baīrūt: Maktab Al-Zahra', 1404 AH), No. "7240

51 ۔ مسلم بن الحجاج، **صحیح مسلم**(بیروت:دارالجیل،س۔ن)،2/194،رقم:2376۔

Muslim Bin Al-Ḥajjāj,*Ṣaḥīḥ Muslim*(Baīrūt:Dār Al-Jīl,n.d.),2:194,No: 2376.

52 ۔ڈاکٹر محمود احمد غازی:اسلام میں تفریح کا تصور(مضمون)،ماہنامہ "الشریعہ" گوجرانوالہ،۲۰۱۱ء،جلد ۲۲،شمارہ،۲،۱:صفحات:۴۸۳۔۵۱۱

Dr. Mahmood Ahmad Ghazi: *Concept of Entertainment in Islam* (Article), Monthly "Sharia" Gujranwala, 2011, Volume 22, Issue, 1, 2: Pages: 483. 511

53 ۔ابوداوٗد سلیمان بن الاشعث، **سنن ابی داود**، (بیروت:دار الرسالۃ العالمیۃ،2009ء)،الرقم:4031

Abū Dā'ūd, Sulaīmān Bin Al-Ashʿath,*Sunan Abū Da'ūd*(Beīrūt: Dār al-Risālah al-ʿĀlamiyyah,2009), Ḥadīth # 4031

54 ۔سورۃ المؤمنون3:23

Surat al-Mu'minun 23:3